قسط ۲

حضرت مولانا ارشاد الحق الاثری صاحب
ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد

احسن الکلام کے دیباچہ طبعہ سوم پر ایک نظر

ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدرس: ترجمان الحدیث (فروری و مارچ ۸۴ء) میں راقم آثم نے امام نسائیؒ، ابن حزم حافظ عبدالحق، علامہ ذہبی، علامہ دینی حنفی، علامہ قریشی حنفی، حافظ الحلبی، حافظ ابومحمود مقدسی، حافظ ابن حجر علامہ الخزرجی، علامہ سیوطی، علامہ ابن العماد، علامہ ابن ناصر اور علامہ شوکانی رحمہم اللہ کے حوالہ سے لکھا تھا کہ ابوالزبیر مدلس ہے اور اس کا عنعنہ صحتِ حدیث کے منافی ہے الّا یہ کہ امام لیث اُن سے روایت کریں۔ ان کے علاوہ امام ابن قطانؒ، علامہ زیلعیؒ، حافظ سخاویؒ، حافظ صلاح الدینؒ کیکلای، علامہ کوثریؒ حنفی، مولانا ظفر احمد تھانویؒ مولانا عبدالعزیز گوجرانوالہ نے بھی ابوالزبیر کو مدلس اور اس کی تدلیس کو صحت حدیث کے منافی قرار دیا ہے جس کی تفصیل اصل کتاب میں موجود ہے۔ مگر مولف احسن الکلام کے نزدیک یہ ساری بحث اور محدثین آئمہ فن اور دیگر اہل علم حضرات کے یہ حوالہ جات بے فائدہ اور ایک "ناکام بحث" ہے۔ لکھتے ہیں "ترجمان الحدیث" میں مشہور محدث ابوالزبیرؒ محمد بن مسلم بن تدرس کے عنعنہ پر طویل اور ناکام بحث ہے" احسن الکلام ص ۱۸۲"

ہماری یہ بحث کامیاب ہے یا ناکام اس کا اندازہ تو وہی انصاف پسند کر سکتا ہے جس نے ترجمان الحدیث میں اس پوری بحث کا خود مطالعہ کیا ہے لیکن اب دیکھیئے کہ اس بحث کو "ناکام" ثابت کرنے میں مولانا صفدر صاحب نے کونسا تیر مارا ہے دو تین صفحات میں پھیلے ہوئے اُن کے نگارشات کا خلاصہ حسب ذیل ہے

۱۔ علامہ ابن حزم نے مدلسین کی دو قسمیں کی ہیں۔ پہلی قسم ان مدلسین کی ہے جو حافظ عادل ہیں اور ان کا عنعنہ مطلق قابل قبول ہے ان میں حافظ ابن حزم نے حسن بصری، ابواسحاق سبیعی، قتادہ، عمرو بن دینار، سلیمان الاعمش، ابوالزبیر، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ کو ذکر کیا ہے۔ لہٰذا ابوالزبیر کا عنعنہ مطلقاً مقبول ہے۔

۲۔ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ بخاری و مسلم میں مدلس کے عنعنہ والی روایتوں سے احتجاج کا کافی حصہ موجود ہے جیسے ابوالزبیر عن جابر، تہذیب السنن ج ۷ ص ۹۔

۳۔ امام بخاری نے ابوالزبیر کی مقرون بعطاء کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ (بخاری ج ۱۔ ص ۲۹۱ اور ص ۹۸، ۷۶، ۳۳۳ ج ۱ میں ابوالزبیر عن جابر کو متابعات میں پیش کیا ہے۔ اور ج ۱ ص ۲۲۲ میں

امام بخاریؒ نے ابوالزبیر عن جابر کے اثر سے احتجاج کیا ہے ۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے صراحت کی ہے۔

۴۔ اگر صرف لیث عن ابی زبیر کی سند ہی صحیح ہے تو مسلم شریف کی ان تمام روایات کی صحت کا انکار کر دیا جائے جو ابوالزبیر سے لیث کے واسطہ کے بغیر معنعن مروی ہیں۔ مثلاً مسلم (ص ۴۲۴، ۴۴۰، ۴۶۲، ۴۶۵/ج ۱۔ ۴، ۷، ۱۱، ۲۷، ۳۲، ۳۸، ۶۵، ۱۲۶، ۱۹۷، ۲۰۲ ج ۲ وغیرہ) لہٰذا اگر صحیح مسلم کی یہ روایات صحیح ہیں تو ہماری پیش کردہ روایت "عن ابی الزبیر عن جابر" بھی صحیح ہے۔

۵۔ امام مسلم نے صحیح مسلم میں ابوالزبیر عن جابر کی جن روایات سے احتجاج کیا ہے کیا ان میں سے ہر ہر روایت کسی اور صحابی سے بھی امام مسلم نے روایت کی ہے تاکہ ان کی معنعن روایات پر حرف نہ آئے اگر معترض صاحب صحیح مسلم میں سے انہی مضامین کی روایات جو ابوالزبیر عن جابر کے طریق سے مروی ہیں دیگر صحابہ کرامؓ کی روایات سے باحوالہ بتا دیں تو ہم علمی اور تحقیقی طور پر ان کے احسان مند ہوں گے الخ۔

لیجیے یہ ہے کل کائنات ان اعتراضات کی جن کی بنیاد پر حضرت موصوف فرماتے ہیں کہ "ترجمان میں ابوالزبیر کے عنعنہ پر طویل اور ناکام بحث کی گئی ہے۔ حالانکہ اعتراض کی ان تمام شقوں میں بیت عنکبوت سے زیادہ وہن اور کمزوری پائی جاتی ہے نمبروار حقیقت حال ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ علامہ ابن حزمؒ نے الاحکام ج ۱ ص ۱۴۱ ۔ میں مدلسین کی جو تقسیم کی ہے اور جسے معترض نے احسن الکلام ج ۱ ص ۲۰۱، ۲۰۲ میں "محدثین کا ضابطہ" قرار دیا ہے۔ اسی کی حقیقت ہم ترجمان الحدیث ہی میں بیان کر چکے ہیں۔ اور باحوالہ عرض کر چکے ہیں کہ مدلس عادل ہو اور وہ عنعنہ سے تدلیس کرے تو اس کی وہ روایت صحیح نہیں جس کی تفصیل تحقیق حاصل ہے۔ ثانیاً، یہ "ضابطہ" ہے تو ہم ترجمان ہی میں علامہ ابن حزم کی دوسری مشہور کتاب المحلی ج ۹، ص ۳۶۴، ۱۱۹ کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں کہ ابوالزبیر مدلس ہے اور جب وہ سماع کی صراحت نہ کرے ہم اس کی حدیث کو صحیح نہیں سمجھتے اِلّا یہ کہ ابوالزبیر سے روایت کرنے والے امام لیث ہوں۔ علاوہ ازیں اسی الاحکام میں ایک حدیث پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن حزم لکھتے ہیں۔

"ان فی سندہ ابوالزبیر وھو مدلس مالم یقل حدثنا أو اخبرنا" الاحکام ج ۶ ص ۱۳۵ ۔

کہ اس کی سند میں ابوالزبیر ہے اور وہ مدلس ہے جب تک وہ حدثنا یا اخبرنا نہ کہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے بھی زاد المعاد مع ابن ہشام ج ۲ ص ۴۳۵ میں ابن حزم ہی سے نقل کیا ہے کہ ابوالزبیر مدلس ہے اور اس کا عنعنہ صحت حدیث کے منافی ہے الا یہ کہ لیث ان سے راوی ہوں۔ اور یہی بات ان کے حوالہ سے علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۷ میں کہی ہے۔

قارئین کرام علامہ ابن حزمؒ کے اس "ضابطہ" کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی یہ تصریحات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

جب انہوں نے خود ہی اس "ضابطہ" کی پابندی نہیں کی تو دوسروں کو اس کی پابندی کی تلقین کرنا چہ معنی دارد؟ ثالثاً۔ انہی مدلسین میں قتادۃ ہے جسے خود مولانا صفدر صاحب نے اپنی ایک دوسری تصنیف "دل کا سرور" میں مدلس قرار دیا ہے گو احسن الکلام میں مسلکی حمیت میں اس کا انکار کیا گیا ہے۔ (رابعا) اسی فہرست میں سلیمان بن مہران الاعمش بھی ہیں۔ جو مشہور مدلس ہیں بلکہ ضعفاء سے بھی تدلیس کرتے ہیں۔ البتہ جب وہ ابراہیم، ابن ابی وائل، اور ابوصالح السمان سے روایت بیان کریں تو وہ روایات محمول علی السماع ہونگی جیساکہ حافظ ذہبی نے میزان ج ۲ ۔ ص۲۲۴ میں لکھا ہے۔ (خامسا) ترجمان، مارچ ۸۴ء میں عرض کیا تھا کہ سفیان ثوری کو معترض کے "محقق نیموی" مدلس قرار دیتے ہوئے آمین بالجہر کے مسئلہ میں ان کی روایت کو مرجوح قرار دیتے ہیں۔ کیا معترض صاحب نے اُن کے اس فیصلہ کو غلط سمجھ لیا ہے؟ (سادسا) حافظ ابن حزم نے مدلسین کی تقسیم میں دوسری قسم ان مدلسین کی بتلائی ہے جو اگر سمعت یا اخبرنا بھی کہیں تو ان کی حدیث قابلِ قبول نہ ہوگی بلکہ وہ ان کی تمام مرویات کو مردود سمجھتے ہیں ان کے الفاظ ہیں۔

"وھذا فسق ظاھر واجب اطراح جمیع حدیثه، صح انه دلس فیه اولم یصح انه دلس فیه وسواء قال سمعت او اخبرنا الخ" (الاحکام ج ۱ ص۱۴۲)

اور اسی فہرست میں انہوں نے حسن[1] بن عمارۃ اور شریک بن عبداللہ القاضی کو شمار کیا ہے۔ جس کا نتیجہ صاف ہے کہ حسن بن عمارۃ اور شریک کی تمام روایات مردود اور ناقابل قبول ہیں۔ وہ خواہ سماع کی صراحت کریں یا نہ کریں۔ لیکن حضرت مولانا صفدر صاحب جو حافظ ابن حزم کی اس تقسیم کو "محدثین کا ضابطہ" بتلاتے ہیں۔ وہی شریک بن عبداللہ القاضی کو ثقہ اور اس کی حدیث کو اقسام حسن میں شمار کرتے ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ ہیں۔

"علامہ ذہبی ان کو الحافظ الصادق اور احد الائمۃ لکھتے ہیں، نیز لکھتے ہیں کہ وہ احد الائمۃ الاعلام حسن الحدیث، امام فقیہ اور کثیر الحدیث تھے وحدیثه من اقسام الحسن، علامہ ابن سعد ان کو ثقہ مامون اور کثیر الحدیث کہتے ہیں۔" احسن الکلام ج ۱ ص۲۵۷ طبع ثانی۔

بتلایئے کیا "محدثین کا ضابطہ" شریک قاضی کی روایات کو حسن اور ایسے امام، اُحد الائمۃ الاعلام ماننے کی اجازت دیتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر یہ ضابطہ کیسا ہے؟ حسن بن عمارۃ کے بارے میں بھی یہ "ضابطہ" پیشِ نظر رہے مگر دوسری طرف دیوبندی "المجلس العلمی کی اس کے بارے میں صفائی نصب الرایہ ج ثالث کے اوائل میں ملاحظہ فرمالیں۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ مولانا صفدر صاحب اور ان کے ہم فکر علامہ ابن حزم کی تقسیم

[1] الاحکام میں الحسین بن عمارۃ ہے۔ مگر صحیح الحسن بن عمارۃ ہے جیساکہ توجیہ النظر ص۲۵۲ میں ہے۔

کے مطابق نہ ہی مدلسین کی قسم اوّل سے متفق ہیں اور نہ ہی نہ قسم ثانی سے مگر صرف دفع الوقتی اور مسلکی پاسداری کی بنا پر ناواقف حضرات کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ "محدثین کا ضابطہ" ہے مگر ہم نے ثابت کیا ہے کہ خود ابن حزم کے نزدیک ابوالزبیر مدلس اور اس کا عنعنہ صحت حدیث کے منافی ہے اور نہ ہی یہ "محدثین کا ضابطہ" ہے کہ ثقہ اور عادل تدلیس کرے تو اس کی تدلیس صحت کے منافی نہیں جیسا کہ ترجمان الحدیث میں باحوالہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایک طرف مولانا صفدر صاحب علامہ ابن حزم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کا معاملہ رواۃ کی توثیق و تضعیف کے بارے میں بڑا ہی نرالا ہے، رواۃ اور احادیث کی علل کے بارے میں اور اصول و فروع میں ان کے بہت سے مسائل غلط ہیں (احسن ج ۲ ص ۹۴، ۹۵) مگر دوسری طرف محدثین کے خلاف ابن حزم کی ایک رائے کو "محدثین کا ضابطہ" باور کرانے کے درپے ہیں اور "ضابطہ" بھی ایسا جس کی پاسداری نہ خود علامہ ابن حزمؒ نے کی اور نہ "ضابطہ" قرار دینے والے ہمارے مہربان نے مگر بحث فاتحہ میں بڑی سختی سے اس "ضابطہ" کی پابندی کی تلقین کرتے ہیں۔

۲۔ حافظ ابن قیم نے تہذیب السنن ج ۷، ص ۹۸ میں جو لکھا ہے وہ صحیح نہیں ترجمان مارچ ۸۴ء میں ہم نے ان کی یہ مکمل عبارت نقل کر کے نقد کیا افسوس اس کا جواب تو مولانا صفدر صاحب نے دیا نہیں مگر ان کی اس عبارت کا آخری حصہ جو ان کے مفید مقصد تھا۔ اسے نقل کر کے حافظ ابن قیم کو اپنا ہمنوا ثابت کرنے کی کوشش ضرور کی ہے[1]۔ حافظ ابن قیم کا مکمل کلام ملاحظہ فرمائیں۔

"اما قولکم انہ لم یصرح بسماعہ من یعقوب فعلی تقدیر العلم بھذا النفی لا یخرج الحدیث عن کونہ حسنا فانہ قد لقی یعقوب وسمع منہ وفی الصحیح قطعۃ من الاحتجاج بعنعنۃ المدلس کابی الزبیر عن جابر وسفیان عن عمرو بن دینار ونظائرہ کثیرۃ لذلک"۔ (تہذیب السنن ج ۷ ص ۹۷، ۹۸)

تمہارا یہ کہنا کہ اس نے (محمد بن اسحاق) یعقوب سے سماع کی تصریح نہیں کی تو اس بات کو تسلیم کر لینے کے باوجود کہ ابن اسحاق نے یعقوب سے یہ روایت نہیں سنی یہ روایت درجہ حسن سے ساقط نہیں۔ جبکہ ابن اسحاق کی ملاقات اور سماع یعقوب سے ثابت ہے مزید یہ کہ صحیحین میں مدلس کی معنعن روایتوں سے احتجاج کا ایک حصہ موجود ہے جیسے ابوالزبیر عن جابر اور سفیان عن عمرو بن دینار اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ حافظ ابن قیم کی اس عبارت سے دو باتیں مترشح ہوتی ہیں۔

۱۔ ابن اسحاق کے بارے میں اگر تسلیم کیا جائے کہ اس نے یعقوب سے یہ حدیث نہیں سنی تھی پھر بھی یہ

---

[1] گمان غالب ہے کہ مولانا صاحب کو حافظ ابن قیم کی اس عبارت کا علم بھی ترجمان کی وساطت سے ہوا ہے۔ عجب کہ احسن الکلام میں حافظ ابن قیم کی اس عبارت کو ابوالزبیر کی تدلیس کے دفاع میں پیش نہیں کیا گیا۔

حدیث حسن ہے کیونکہ اس کی یعقوب سے ملاقات اور اس سے سماع (فی الجملہ) ثابت ہے۔

۲۔ الصحیح میں مدلسین کی کئی معنعن احادیث سے احتجاج کیا گیا ہے، لہٰذا اگر مدلس کی معنعن روایت الصحیح میں صحیح ہے تو ہم ابنِ اسحاق کی روایت کو حسن کیوں نہیں کہہ سکتے۔ مگر قارئینِ کرام بلکہ خود مولانا صفدر صاحب بتلائیں کہ کیا ابنِ اسحاق کی تدلیس کا یہ جواب صحیح ہے؟ ان کی اس عبارت سے معلوم یوں ہوتا ہے کہ حافظ ابنِ قیم ان حضرات کے ہمنوا ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ مدلس اگر ایسے راوی سے روایت کرے جس سے اس کا سماع اور ملاقات ثابت ہو تو اس کی روایت مقبول ہوگی جیسا کہ خود انہوں نے زاد المعاد میں حافظ ابوالحسن ابن القطان سے نقل کیا ہے ان کے الفاظ ہیں۔

وانما یختلف العلماء فی قبول حدیث المدلس اذا کان عمن قد علم لقاؤہ لہ وسماعہ منہ ھھنا یقول قوم یقبل ویقول آخرون یرد ما یعنعنہ عنہم حتی یتبین الاتصال فی حدیث حدیث الخ (زاد المعاد ص۲۳۴ ج۱)

حافظ ابنِ حجر نے اپنے "النکت" میں بھی حافظ ابوالحسن کا یہ قول نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"قال ابوالحسن ابن القطان اذا صرح المدلس قبل بلا خلاف واذا لم یصرح فقد قبلہ قوم مالم یتبین فی حدیث بعینہ انہ لم یسمعہ وردہ آخرون مالم یتبین انہ سمعہ" (النکت ورق ۱۹۳ ج۱ قلمی نسخہ)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مدلس سماع کی صراحت کرے تو بالاتفاق اس کی روایت قبول ہے اور جب سماع کی صراحت نہ کرے مگر اس شیخ سے سماع اور ملاقات ثابت ہو تو بعض نے اس کی روایت کو بھی قبول کیا ہے الا یہ کہ اسی روایت میں ثابت ہو جائے کہ اس نے شیخ سے یہ روایت نہیں سنی مگر دوسروں نے اس کو رد کیا ہے۔ اور اس کی ہر معنعن روایت کو مردود قرار دیتے ہیں تاآنکہ ان میں اتصال ثابت ہو۔ اس وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابنِ قیم ان حضرات کے ہمنوا ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ مدلس کا مروی عنہ سے سماع اور ملاقات ہو تو اس کی معنعن روایت بھی مقبول ہے۔ تبھی تو وہ ابنِ اسحاق کی اس معنعن روایت کو حسن قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں "فانہ قد لقی یعقوب وسمع منہ" حالانکہ یہ بات صحیح نہیں حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں۔

لا یقبل منہ الا ما صرح فیہ بالتحدیث علی الاصح" شرح نخبۃ الفکر ص۲۵)

کہ اصح قول یہ ہے کہ مدلس عادل ہو تو اس کی وہی روایت قبول کی جائے گی جس میں تحدیث یعنی سماع کی صراحت ہوگی۔ لہٰذا جس طرح حافظ ابنِ قیم کی پہلی بات صحیح نہیں اسی طرح دوسری بات بھی صحیح نہیں صحیحین میں مدلسین کی روایت پر دوسرے مدلسین کی روایات کو قیاس کرنا یا صحیحین کے مدلسین کی معنعن روایات

کو جو خارج از صحیح ہیں کو بھی صحیح سمجھنا غلط ہے۔ جس کی مختصر وضاحت ہم ترجمان الحدیث ستمبر ۸۴ء میں کر چکے ہیں۔ تعجب ہے کہ حافظ ابن قیم ایک طرف تو ابو الزبیر کی معنعن حدیث صحیح قرار دیتے ہیں مگر دوسری طرف ایک حدیث کی علت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وقد اعله ابن حزم بان ابا الزبير لم يصرح فيه بالسماع من جابر وهو مدلس وليس من رواية الليث عنه" زاد المعاد ج ۴ ص ۲۴۹)

کہ اس کو ابن حزم نے معلول کہا ہے کیونکہ اس میں ابوالزبیر ہیں جنہوں نے جابر سے سماع کی تصریح نہیں کی اور وہ مدلس ہے۔ اور نہ یہ روایت ابوالزبیر سے لیث نے بیان کی ہے۔ اور ایک دوسری جگہ نقل کرتے ہیں۔

وابوالزبير مدلس لم يذكر ههنا سماعا من عائشة الخ (زاد المعاد ج ۱ ص ۲۳۷)

کہ ابوالزبیر مدلس ہے اور اس نے یہاں حضرت عائشہ سے سماع کی صراحت نہیں کی۔ لہٰذا جب خود انہی کے نزدیک ان مقامات پر ابوالزبیر مدلس اور اس کا عنعنہ صحت حدیث کے منافی ہے تو پھر دوسرے مقامات پر اس کا عنعنہ صحت کے منافی کیوں نہیں؟ اور اس کی تدلیس کے ذکر کا کیا فائدہ؟

۳ رہی یہ بات کہ امام بخاریؒ نے ابوالزبیر کی مقرون بعطاء کی روایت سے استدلال کیا ہے اور ابوالزبیر عن جابر کی روایات متابعۃ بھی ذکر کی ہیں۔ اور ص ۲۲۴ میں ابوالزبیر عن جابر کے اثر سے احتجاج کیا ہے۔ تو اس سے بھی ابوالزبیر کا مدلس نہ ہونا یا اس کی معنعن روایات کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اولاً اس لیے کہ معلق روایات صحیح بخاری کا موضوع نہیں صحیح بخاری کا موضوع اور اس کی شرط خود اس کے نام سے ظاہر ہے اور وہ ہے "الجامع الصحيح المسند المختصر من امور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وايامه" اور علامہ الجزائری "المسند" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ومن قوله المسند ان مقصوده الاصلي تخريج الاحاديث التي اتصل اسنادها ببعض الصحابة عن النبي صلى الله عليه وسلم سواء كانت من قوله ام فعله ام تقريره واما ما وقع في الكتاب من غير ذالك فانما وقع عرضا وتبعا لا اصلا مقصودا" توجيه النظر ص ۸۸۔

یعنی امام بخاری کے المسند کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اصل مقصود ان احادیث کی تخریج ہے جو متصل الاسناد ہیں خواہ وہ احادیث قولی ہوں فعلی ہوں یا تقریری اور اس کے علاوہ کتاب میں جو روایات یا اقوال آئے ہیں وہ۔ اس میں تبعاً ہیں اصلاً اور مقصوداً نہیں۔ یہی بات دیگر آئمہ فن نے بھی لکھی ہے ملاحظہ ہو (تدریب الراوی ص ۶۳، ۶۴)

بنابریں ابوالزبیر کی متابعات میں آنے والی روایات سے اس سند کی تصحیح پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ وہ روایات امام بخاری کی شرط اور مقصود کے مطابق ہی نہیں۔

ثانیاً - جو روایات متابعات میں آئی ہیں ان میں اکثر و بیشتر ایسی ہیں جو بطریق لیث عن ابی الزبیر ہیں یا ان میں سماع ثابت ہے - چنانچہ ج ۱ ص۹۵ میں جو روایت ہے اس کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں "وھی عند مسلم من طریق اللیث عنہ" کہ یہ روایت مسلم میں لیث کے واسطے سے مروی ہے۔ فتح الباری ج۲ ص۱۰ اور ج۱ ص۱۶۶ میں جو "ابوالزبیر عن جابر" کے واسطہ سے معلق روایت ہے تو اس کے بارے میں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ نسائی میں یہ روایت شعبۃ عن ابی الزبیر کے واسطہ سے ہے اور شعبہ کے بارے میں خود مولانا صفدر صاحب بھی معترف ہیں کہ شعبہ اپنے مشائخ بالخصوص ابوالزبیر ابواسحاق اور قتادہ سے ان کی وہی روایات لیتے ہیں جو انہوں نے اپنے مشائخ سے سنی ہوتی ہے ، اور وہ روایت اگرچہ معنعن ہی کیوں نہ ہو سماع پر محمول ہوگی - دیکھئے احسن الکلام ج ۱ ص۱۸۱ ج ۲ ص۱۲۳) رہی ص۲۳۳ کی روایت جو "بواسطہ ابوالزبیر عن عائشۃ عن ابن عباس" ہے تو اسے بھی پیش کرنا صحیح نہیں جبکہ ابوالزبیر کا حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ سے سماع ہی صحیح نہیں امام سفیان بن عیینۃ فرماتے ہیں - یقولون انہ لم یسمع من ابن عباس[1] ابوحاتمؒ فرماتے ہیں ابوزبیر نے ابن عباس کو صرف دیکھا ہے اور عائشہؓ سے سنا نہیں المراسیل لابن ابی حاتم ص۱۱۹ ، ۱۲۰ ، جامع التحصیل ص۳۳۳ ابوالحسن ابن القطان فرماتے ہیں کہ ابوالزبیر حضرت عائشہ اور ابن عباس سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں - بلا واسطہ نہیں - البتہ امام ترمذیؒ نے العلل میں امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ ابوالزبیر نے ابن عباسؓ سے سنا ہے مگر عائشہؓ سے نہیں سنا۔ زادالمعاد ج ۱ ص۲۳۴ السنن الکبریٰ ج ۵ ص۱۴۴ لہٰذا اگر حضرت ابن عباس سے ابوزبیر کا سماع تسلیم بھی کیا جائے تو حضرت عائشہؓ سے اس کا سماع نہیں اور ابوالزبیر کی اُن سے روایت منقطع ہے بنابریں مولانا صفدر صاحب جو جواب "ابوالزبیر عن عائشہ" کی سند کے بارے میں دیں وہی "ابوالزبیر عن ابن عباس" کی سند کے بارے میں ہماری طرف سے تصور فرمائیں۔

ہم پہلے عرض کر آئے ہیں کہ صحیح بخاری میں معلق روایات امام بخاری کا موضوع اور مقصود نہیں۔ لہٰذا ان کی کسی سند کے بارے میں استدلال صحیح نہیں - حافظ ابن حجر نے اپنی النکت علی صحیح بخاری کی معلق روایات کے بارے میں ... بڑی نفیس بحث کی ہے اور اس کی تعلیقات کی اقسام بیان کرتے ہوئے ایک قسم "التعلیق الجازم الذی یضعف بسبب الانقطاع" ذکر کی ہے کہ امام بخاری کبھی کبھی بالجزم ایسی

---

[1] تہذیب ص ۴۴۳ ج ۹ میں ہے قال ابن ابی حاتم عن ابیہ یقولون انہ لم یسمع من ابن عباس الخ لیکن یہ قول ابوحاتم کا نہیں سفیان بن عیینہ کا ہے جیسا کہ المراسیل لابن ابی حاتم اور جامع التحصیل کے حوالہ سے ہم نے ذکر کیا ہے۔

معلق روایت بھی لاتے ہیں جو انقطاع کی بنا پر ضعیف ہوتی ہے۔ اس نوع کے تحت انہوں نے صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ ج ۱ صـ۱۹۱ کی یہ معلق روایت ذکر کی ہے۔ "قال طاؤس قال معاذ لاهل الیمن الخ" حالانکہ امام ابن مدینی اور امام ابوحاتم فرماتے ہیں کہ طاؤس کا حضرت معاذ بن جبل سے سماع نہیں۔ المراسیل صـ۶۵ تہذیب (ص ۹ ج ۵) جامع التحصیل (ص ۲۴۴) وغیرہ۔

اور امام بخاریؒ کا ایسی منقطع روایت سے مقصد محض اس طریق پر تنبیہ کرنا ہوتا ہے روایت اور تحدیث نہیں ہوتا جیسا کہ حافظ اسماعیلی نے کہا ہے۔ (تدریب الراوی صـ۶۱) اور تدلیس بھی انقطاع ہے اسلئے اگر کوئی منقطع اور مدلس راوی کی معلق روایت امام بخاری لے آئے ہیں۔ تو اس سے یہ کیونکر لازم آتا ہے کہ وہ روایت متصل اور سماع پر محمول ہے۔

باقی رہی وہ روایت جسے مولانا صفدر صاحب نے صحیح بخاری ج ۱ صـ۲۹۱ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ امام بخاری نے ابوزبیر سے مقرون بطاء عن جابر کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ تو اسے بھی اس سلسلے میں پیش کرنا قطعاً صحیح نہیں۔ اولاً تو یہ روایت مقروناً ہے ثانیاً صحیح مسلم ج ۲ صـ۱ کی اسی روایت میں صراحت موجود ہے کہ انهما سمعا جابر بن عبد اللہ کہ ابوالزبیر اور عطاء دونوں نے جابر سے سنا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری ج ۴ صـ۳۸۷ میں بھی اس تصریحِ سماع کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اس کے علاوہ مولانا صفدر صاحب نے حضرت جابر کا ایک اثر صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲۴ باب الاهلال من البطحاء وغیرها للمکی ..... الخ کے حوالہ ذکر کر کے یہ دعویٰ کیا ہے کہ امام بخاری نے اس سے احتجاج کیا ہے۔ مگر اس سے یہ استدلال بھی صحیح نہیں جب کہ صحیح مسلم ج ۱ صـ۳۹۱ میں یہ روایت "اللیث عن ابی الزبیر" کے طریق سے بھی مروی ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری ج ۳ صـ۵۰۷ میں اشارہ کیا ہے اور مسند امام احمد ج ۳ صـ۳۱۵، ۳۷۸ میں سماع کی صراحت بھی موجود ہے چنانچہ پہلی جگہ سمعت جابر اور دوسری جگہ "انه سمع جابر بن عبد اللہ" کے الفاظ سے سماع کی صراحت ثابت ہے۔ لہذا "جمہور محدثین کرام" نے ابوالزبیر عن جابر کی سند سے استدلال کیا ہے تو اس میں سماع کی صراحت موجود ہے تدلیس نہیں جیسا کہ مولانا صفدر صاحب لاعلمی کی بنا پہ سمجھ رہے ہیں۔

ہماری ان گزارشات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام بخاری نے ابوالزبیر کی کسی ایسی روایت سے استدلال نہیں کیا جو معنعن ہے اور اس میں تدلیس مرتفع نہیں۔ معلق روایات تو امام بخاری کے مقصود سے خارج ہیں۔ انہیں وہ بطور تنبیہ ذکر کرتے ہیں۔ ان سے استدلال و احتجاج مقصود نہیں ہوتا۔ امام بخاری نے محمد بن اسحاق سے بھی معلقاً روایات لی ہیں ملاحظہ ہوں صحیح بخاری ص ۵۸۵

۱۱۶۱، ۱۰۵۵ ج ۷، حافظ ابن حجر نے تقریب اور تہذیب میں ان کے نام کے ساتھ "خت" لکھ کر بھی اشارہ کر دیا ہے ۔ کہ امام بخاری نے ان سے معلقاً روایات لی ہیں ۔ ہدی الساری ص۴۵۸ میں لکھتے ہیں ۔ اخرج له مسلم فی المتابعات وله فی البخاری مواضع عدیدة معلقة وموضع واحد قال فیه قال ابراھیم بن سعد عن ابیه عن ابن اسحاق فذکر حدیثا " لہذا اگر مولانا صفدر صاحب کے نزدیک "ابوالزبیر عن جابر" کی معلق روایات قابل قبول بلکہ قابلِ احتجاج ہیں تو امام بخاریؒ نے ابن اسحاق سے بھی معلقاً روایت لی ہے پھر ابنِ اسحاق کذاب دجال اور سخت ضعیف کیوں ہے ؟

۴ ۔ مولانا صفدر صاحب نے ابوالزبیر کی تدلیس کے دفاع میں چوتھا عذر بارد یہ کیا ہے کہ اگر صرف لیث عن ابی زبیر کی احادیث ہی صحیح ہیں تو مسلم شریف کی ان تمام روایات کی صحت کا انکار کر دیجیے جو ابوالزبیر سے من غیر طریق لیث معنعن مروی ہیں ۔ اس کے جواب میں بندہ یہی جسارت کرتا ہے کہ جنابِ من ۔

آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

کیا آنجناب نے احسن الکلام ج ا ط ثانی ص۲۱۱،۲۰۰ میں علامہ نووی، قسطلانی، سبکی اور سیوطی رحمہم اللہ کے حوالوں سے نہیں لکھا کہ "صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات سماعت پر محمول ہیں ۔ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر اس اعتراض کا کیا تک ہے ؟ ۔ لہذا اگر مسلم میں آپ کی نشاندہی کے مطابق ابوالزبیر کی معنعن روایات ہیں تو وہ آپ ہی کے ارشاد کی روشنی میں سماعت پر محمول ہیں ۔ تو آپ فرمائیں کہ ان روایات کی بنا پر آپ کا یہ کہنا کہ "اگر یہ روایات صحیح ہیں تو ہماری پیش کردہ روایت عن الزبیر عن جابرؓ" بھی یقیناً صحیح ہے" کہاں تک مبنی بر صداقت ہے ؟ اور اصول حدیث میں اس کی کہاں اجازت ہے ؟ صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات کو محمول علی السماع تسلیم کرنے سے یہ کیونکر لازم آتا ہے کہ ان مدلسین کی باقی تمام معنعن روایات بھی صحیح ہیں اور بخاری اور مسلم کی شرط پر ہیں ۔ حافظ ابن حجرؒ النکت میں لکھتے ہیں

"ان الشیخین لم یخرجا من روایة المدلسین بالعنعنة إلا ما تحققا انه مسموع لهم من جهة أخری وکذا لم یخرجا من حدیث المختلطین عمن سمع منهم بعد الاختلاط فاذا کان کذلک لم یجزم الحکم للحدیث الذی فیه مدلس قد عنعنه أو شیخ ممن اختلطه بانه علی شرطهما وان کانا قد اخرجا ذلك بالاسناد لعینه إلّا إذا صرح المدلس من جهة أخری بالسماع" النکت ص۴۸

یعنی شیخین بخاری مسلم نے مدلسین سے معنعن روایات اسی صورت نقل کی ہیں جب ان کے نزدیک انہیں دوسرے طریق سے سماع متحقق ہے اسی طرح مختلطین سے وہ روایات نہیں لیں جو انہوں نے حالت اختلاط میں بیان کی ہیں ۔ جب حقیقت حال یہ ہے تو کسی ایسی حدیث کے بارے میں جس میں

راوی مدلس ہو اور روایت معنعن ہو یا راوی نے حالت اختلاط میں روایت بیان کی ہو یہ حکم نہیں ہوگا کہ وہ بھی بخاری و مسلم کی شرط پر ہیں۔ اگرچہ انہوں نے بعینہ اسی سند سے روایت لی ہے۔ ہاں یہ کہ مدلس کسی اور طریق میں سماع کی صراحت کرے۔ لہٰذا صحیح مسلم میں ابوالزبیر کی معنعن روایات (جو کہ محمول علی السماع ہیں) کی بنا پر مولانا صفدر صاحب کا یہ فرمانا کہ ہماری پیش کردہ روایات "عن ابی الزبیر عن جابر" بھی صحیح ہے۔ سراسر غلط اور اصول محدثین سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔

۵۔ آخری بات جو ابوالزبیر کی تدلیس کے دفاع میں مولانا صفدر صاحب نے کہی ہے اسے آپ پہلے پڑھ آئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "امام مسلمؒ نے صحیح مسلم میں ابوالزبیر عن جابر کی سند سے جن روایات سے احتجاج کیا ہے کیا ان میں سے ہر ہر روایت کسی اور صحابی سے بھی امام مسلم نے روایت کی ہے تاکہ ان کی معنعن روایت پر حرف نہ آئے۔ حالانکہ پہلے معترض ہی کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات سماع پر محمول ہیں۔ لہٰذا یہ اعتراض ہی فضول ہے اور نہ اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کی تائید کے لیے ان کے شواہد تلاش کئے جائیں پھر امام مسلم کے تتبع اور وسعت معلومات سے آج کے دور کے ایک طالب علم کی کیا نسبت کہ آج ہم مقابلہ کے لیے بیٹھ جائیں کہ دیکھیں ہمیں اس کی متابعت ملتی ہے یا نہیں۔ خود مولانا صفدر صاحب نے احسن الکلام ج ۱ صفحہ ۲۰۱ میں علامہ المزی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صحیحین میں معنعن روایات میں اکثر ایسی ہیں جن میں صراحت کے ساتھ تحدیث ثابت نہیں" ہمیں تحسین ظن کے بغیر اور چارہ نہیں"۔ جب علامہ المزی کے اس اعتراف کے مولانا صفدر صاحب بھی معترف ہیں۔ تو پھر آج اُن معنعن روایات میں "متابعت" کے مطالبہ کا کیا مطلب ؟۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بحث تو ابوالزبیر کی تدلیس کے متعلق ہے اور مدلس سے تدلیس کا الزام اس وقت ختم ہو جاتا ہے جب وہ سماع کی صراحت کرے اور اگر اس کا کوئی متابع ہو تو بھی وہ روایت صحیح ہوگی علی سبیل التنزل اگر اس روایت کا شاہد ہو تو یہ بھی اس روایت کے صحیح ہونے کی دلیل ہوگی۔ مگر آپ حیران ہوں گے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کا مطالبہ یہ ہے کہ "امام مسلم نے ابوالزبیر عن جابر کی جن روایات سے احتجاج کیا ہے کیا ان میں سے ہر ہر روایت کسی اور صحابی سے بھی امام مسلم نے روایت کی ہے تاکہ اُن کی معنعن روایتوں پر حرف نہ آئے اگر معترض صاحب صحیح مسلم میں انہیں مضامین کی روایات جو ابوالزبیر عن جابر کے طریق سے مروی ہیں دیگر حضرات صحابہ کرامؓ کی روایات سے باحوالہ بتا دیں تو ہم علمی اور تحقیقی طور پر ان کے احسان مند ہوں گے۔ دو چار روایتوں میں ایسا کر دکھانا کوئی کمال نہ ہوگا۔ ہر ہر روایت اور مضمون میں یہ مطلب ہے الخ" صفحہ ۴۵ گویا حضرت صاحب ابوالزبیر کی تدلیس کے ارتفاع کے لیے

صحیح مسلم میں اس کی حدیث صحیح ہونے کے لیے صرف کسی شاہد کا مطالبہ کرتے ہیں اور اس کے لیے بھی شرط یہ کردہ شاہد صحیح مسلم میں ہو جیسا خط کشیدہ عبارت سے عیاں ہو رہا ہے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

حالانکہ کسی مدلس کی تدلیس صراحت سماع سے ختم ہو جاتی ہے ۔ اور اگر صراحت سماع نہ ہو لیکن مدلس کا متابع ثابت ہو تو یہ قرینہ تو ہے کہ یہ روایت صحیح ہے اور اگر مدلس کا متابع بھی نہ ہو صرف اس حدیث کا شاہد ہو تو یہ بھی صحتِ حدیث کی دلیل ہے ۔ مگر دیکھا آپ نے کہ ہمارے کرم فرما ہم سے صرف شاہد کا مطالبہ کرتے ہیں اور وہ بھی صرف صحیح مسلم سے ہم پہلے عرض کر آئے ہیں کہ امام مسلم کے تتبع اور ان کی وسعت معلومات سے آج کے طالب علم کو کیا نسبت ؟ ثانیاً خود معترض اس بات کے معترف ہیں کہ صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات محمول علی السماع ہیں ۔ مگر وہ اس سے اپنے ناخواندہ حضرات کو یہ تسلی دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جب صحیحین کی وہ معنعن روایتیں صحیح ہیں " تو ہماری پیش کردہ معنعن روایت بھی صحیح ہے ؟ حالانکہ یہ بات غلط اور سراسر اصول سے بے خبری کے مترادف ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں ۔

مگر یہ عاجز اپنے قصور علم اور فقدان وسائل کا اعتراف کرتے ہوئے اس بات کے اظہار پر کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ مولانا صفدر صاحب نے صحیح مسلم کی جن روایات کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اصولِ صحتِ روایت کے مطابق صحیح ہیں ۔ ان میں بعض تو ایسی ہیں جن میں ابوالزبیر کے سماع کی صراحت ہے کچھ وہ ہیں جن میں ابوالزبیر کا متابع موجود ہے اور کچھ وہ ہیں جن کا شاہد موجود ہے ۔ مولانا صفدر صاحب نے اس سلسلے میں جن روایات کی نشاندہی کی ہے صحیح مسلم میں ان کے صفحات کی ترتیب یوں ہے ص ۔ ۴۲۴ ، ۴۴۰ ، ۴۶۲ ، ۴۶۵ ج ۱ اور ص ۴ ، ۷ ، ۱۱ ، ۲۷ ، ۳۲ ، ۳۸ ، ۶۵ ، ۱۹۷ ، ۲۰۲ ج ۲ ۔ اب نہایت اختصار کے ساتھ حسب ترتیب ان محولہ صفحات میں "ابوالزبیر عن جابر" کی روایات کے بارے میں صورت حال کی وضاحت کی جاتی ہے جس سے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ ان میں ابوالزبیر کی تدلیس کا اعتراض کس حد تک مبنی بر حقیقت ہے ۔

۱ ۔ چنانچہ ج ۱ ص ۴۲۴ پر "جواز الاشتراک فی الھدی" کے تحت جو پہلی روایت "ابوالزبیر عن جابر" سے مروی ہے یہی روایت مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۷۸ میں بھی ہے جہاں ابن جریج فرماتے ہیں ۔ حدثنی ابوالزبیر انہ سمع جابر بن عبد اللہ " صراحتِ سماع اور کیا ہوتی ہے ؟ علاوہ ازیں مسند احمد ہی میں ابوالزبیر کا متابع ابوسفیان ، سلیمان بن قیس اور عطاء بھی ہے دیکھئے مسند احمد (ص ۳۱۶ ، ۳۵۳ ، ۳۶۴ ، ۳۶۳ ج ۳) بلکہ صحیح مسلم میں ابوالزبیر کی روایت میں یہ بھی مروی ہے فقال رجل لجابر أیشترك فی البدنة ما یشترك فی الجزور الخ حضرت جابر سے سائل کا یہ سوال اور اس جواب کے الفاظ بھی اس پر دال ہیں کہ ابوالزبیر

نے جابر سے یہ روایت سنی ہے۔ بلکہ اس کے بعد کی روایت میں اخبرنی ابوالزبیر انہ سمع جابر" ہے نیز دیکھئے تحفۃ الاشراف ج ۲۔ علاوہ ازیں امام احمد نے حضرت حذیفہؓ سے یہی روایت ان الفاظ سے ذکر کی ہے۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرك بين المسلمين في البقرة عن سبعة تلخیص الحبیر ج ۴ ص ۱۴۱ لہٰذا حضرت جابر کی روایت کا معنیً شاہد بھی ثابت ہے۔

۲۔ صفحہ ج ۴ ص ۴۴۲ پر ابوالزبیر عن جابر سے روایت ہے ان ابراهيم حرم مكة وانی حرمت المدينة مابین لابتیها لا يقطع عضاهها الخ۔ حالانکہ امام مسلم نے اس روایت سے پہلے یہی حدیث حضرت عبداللہ بن زید رافع بن خدیج کے واسطہ سے ذکر کی ہے۔ اور ابوالزبیر عن جابر کی حدیث کے بعد یہ روایت حضرت سعید سے بھی لائے ہیں۔ اور مسند احمد ج ۳ ص ۳۹۳ میں ابوالزبیر کہتے ہیں" اخبرنی جابر" لہٰذا ابوالزبیر کے سماع کی صراحت بھی ثابت ہے۔

۳۔ ج ۱ ص ۴۶۲ میں روایت کے الفاظ ہیں اذا دعی احدکم فلیجب الخ لیکن یہی روایت مشکل الآثار للطحاوی ج ۴ ص ۱۴۸ میں بسند صحیح بواسطہ ابن جریج اخبرنی ابوالزبیر سمع جابرا یقول کے الفاظ سے مروی ہے اور بحمداللہ سماع کی صراحت ثابت ہے۔ رہا اس کا شاہد تو آپ صحیح مسلم ہی دیکھ لیں جس میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی مروی ہے۔

۴۔ مسلم ج ۱ ص ۴۶۵ میں حدیث عزل ہے جو بواسطہ ابوالزبیر عن جابر ہے حالانکہ صحیح مسلم ہی میں ابوالزبیر کا متابع عروۃ بن عیاض موجود ہے۔ اور مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۳ ابن ماجہ ص ۱۰۱ میں سالم بھی ابوالزبیر کا متابع ہے مزید یہ کہ حضرت ابوسعیدؓ سے مسلم ج ۱ ص ۴۶۵ ترمذی ج ۲ ص ۱۹۲ مع التحفہ اور ابوداؤد ج ۲ ص ۲۱۷ وغیرہ میں اس کا شاہد بھی موجود ہے نیز ملاحظہ فرمائیں تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۹۳ اسی صفحہ پر دوسری روایت کنا نعزل علی عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے مروی ہے مگر صحیح مسلم بخاری ج ۲ ص ۷۸۴ ترمذی ج ۲ ص ۱۹۴ ابن ماجہ ص ۱۴۰ میں عطاء، ابوالزبیر کا متابع موجود ہے اور امام مسلم نے بھی عطاء کی روایت کو مقدم اور ابوالزبیر کی روایت کو مؤخر ذکر کیا ہے۔

۵۔ ج ۲ ص ۴ "ابوالزبیر عن جابرؓ" کے طریق سے حدیث لا یبیع حاضر لباد ہے۔ حالانکہ اسی مفہوم سے یہ روایت مسلم میں حضرت انسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔ اور مسند احمد ص ۳۰۷ ج ۳ میں ابن عیینہ سے مروی ہے کہ ثنا ابوالزبیر قال سمعت جابر بن عبداللہ امام ترمذیؒ نے اس باب میں حضرت ابوہریرہ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے" وفی الباب عن طلحة وانس وجابر وابن عباس وحكيم بن ابی یزید عن ابیہ وعمرو بن عوف المزنی جد کثیر بن عبداللہ ورجل من اصحاب النبي صلى الله

علیہ وسلم۔ ترمذی مع التحفہ ج ۲ ص۲۳۱)

۶۔ ج ۲ ص ۱۰ "ابو الزبیر عن جابر" کے واسطہ سے حدیث نہی عن بیع الثمر حتی یطیب" ہے حالانکہ صحیح مسلم ہی میں یہ روایت معمولی الفاظ کے اختلاف کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔ امام ترمذی حضرت ابن عمر کی حدیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں وفی الباب عن انس وعائشہ و ابی ھریرہ وابن عباس وجابر وابی سعید وزید بن ثابت ترمذی ج ۲ ص۲۳۴ گویا حضرت جابر کے علاوہ چھ دیگر صحابہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ مزید یہ کہ صحیح بخاری ج ۱ ص۲۹۲ میں سعید بن میناءؒ اور ابوداؤد مع العون (ص ۲۷۱ ج ۳) مسند احمد ص۳۶۰، ۲۹۵ ج ۳ میں عطاء ابوالزبیر کا متابع بھی ثابت ہے اور امام مسلم نے ج ۲ ص۱۰ پر یہ روایت عطاء وابی الزبیر انہما سمعا جابر" کے الفاظ سے مفصل نقل کی ہے۔ لہٰذا اسمیں متابعت شواہد کے علاوہ سماع کی تصریح بھی ثابت ہے۔

۷۔ مسلم ص ۱۱ ج ۲ میں "ابو الزبیر عن جابر" کے طریق سے دو روایتیں ہیں۔ رہی پہلی روایت تو اسمیں ابوالزبیر کا متابع عطاء اور سعید بن میناء خود صحیح مسلم میں موجود ہے اور یہی روایت حضرت جابر کے علاوہ حضرت ابوہریرہ، ابن عمر، ابن عباس، زید بن ثابت، سعد، رافع بن خدیج اور ابوسعید رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے دیکھئے ترمذی مع التحفہ ج ۲ ص۲۲۲ اور صحیح مسلم ص۱۰ میں تصریح سماع بھی موجود ہے۔ رہی دوسری روایت جو بلفظ من کانت لہ ارض فلیزرعہا الخ ہے تو صحیح مسلم ہی میں ابوالزبیر کی متابعت عطاء، سعید بن میناء وغیرہ سے ثابت ہے۔ اور مسلم ص۱۲ پر تصریح سماع بھی موجود ہے اور صحیح بخاری اور مسلم ص۱۲ میں یہ روایت حضرت ابوہریرۃ سے بھی مروی ہے۔

۸۔ مسلم ج ۲ ص ۲۷ میں حضرت جابر کی جو روایت ابوالزبیر سے معنعن ہے اس کے الفاظ میں لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربوا الخ مگر صحیح مسلم ہی میں عبداللہ بن مسعود سے بھی یہ روایت مروی ہے اور صحیح بخاری، ابوداؤد، بیہقی وغیرہ میں اس کا شاہد ابوجحیفۃ سے بھی مروی ہے۔

۹۔ مسلم ج ۲ ص۳۲ میں جو روایت ابوالزبیر عن جابرؓ کے طریق سے "الشفعۃ" کے بارے میں مروی ہے تو مسلم ہی میں ابوالزبیر سے" انہ سمع جابر بن عبد اللہ" کے الفاظ سے تصریح سماع موجود ہے بلکہ طحاوی ج ۲ ص۲۹۲ میں بھی تصریح سماع ہے اور صحیح بخاری ج ۱ ص۳۰۰ ابوداود ابن ماجہ طحاوی وغیرہ میں ابوسلمۃ ابوالزبیر کا متابع بھی موجود ہے۔

۱۰۔ مسلم ج ۲ ص۳۸ میں ابوالزبیر عن جابر کے واسطے سے جو روایت "العمری" کے بارے میں ہے۔ تو صحیح مسلم ہی میں ابوسلمۃ، ابوالزبیر کا متابع بھی موجود ہے اور نسائی ج ۲ ص۱۳۰ حدیث ۳۷۶۶

بھی یہی حدیث مختصراً مروی ہے اور اس میں سماع کی صراحت بھی ثابت ہے اور غریب الحدیث لابی عبید میں یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ سے العمری جائزۃ لأھلھا کے الفاظ سے بھی مروی ہے۔ ملاحظہ ہوں ارواء الغلیل ج ۶ ص ۴۹-۵۰

۱۱۔ مسلم ج ۲ ص ۶۵ میں "ابوالزبیر عن جابرؓ" سے حدیث ان امرأۃ من بنی مخزوم سرقت الخ مروی ہے۔ حالانکہ صحیح مسلم ہی میں یہ روایت پہلے امام مسلم نے حضرت عائشہؓ سے بھی بیان کی ہے۔ اور مسند امام احمد (ص ۳۸۶ ج ۳) میں ابوالزبیر سے سماع کی صراحت بھی ثابت ہے۔ امام ترمذی نے حضرت عائشہؓ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے "وفی الباب عن مسعود بن العجماء وابن عمرو جابرؓ" ترمذی مع التحفہ ص ۳۲۲ ج ۲)

۱۲۔ صحیح مسلم (ص ۱۶۶ ج ۲) میں "ابوالزبیر عن جابرؓ" کے طریق سے دو روایتیں ہیں۔ ایک ابوخیثمۃ عن ابی الزبیر عن جابر" کے واسطے سے مگر امام مسلم نے ان دونوں کے درمیان پہلے "ابن جریج قال اخبرنی ابوالزبیر انہ سمع ابن عمرؓ" سے اور پھر ساتھ ہی "وقال ابوالزبیر وسمعت جابر بن عبداللہ" کہہ کر سماع کی صراحت کر دی ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کو طرفین میں ابوالزبیر کا عنعنہ تو نظر آگیا۔ مگر سماع کی صراحت نظر سے اوجھل رہ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر ابن عمرؓ کے علاوہ صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۷ میں سہلؓ بن سعد کی روایت بھی اس حدیث کی مؤید ہے۔ مسند امام احمد (ص ۳۰۷، ۳۸۴ ج ۳) میں بھی ابوالزبیر سے سماع کی صراحت ثابت ہے۔

۱۳۔ مسلم ج ۲ ص ۱۹۷ میں "ابوالزبیر عن جابرؓ" کے واسطہ سے جو روایت استکثروا من النعال الخ کے الفاظ سے مروی ہے یہی روایت تاریخ بغداد ج ۹ ص ۴۰۵ اور طبرانی میں حضرت عمران بن حصین سے بھی مروی ہے اور طبرانی نے اسے عبداللہ بن عمرو سے بھی مرفوعاً ذکر کیا ہے۔ دیکھئے مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۸۔

۱۴۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۲ میں ابوالزبیر عن جابر سے دو روایتیں ہیں ایک کے الفاظ ہیں نہی عن الضرب فی الوجہ الخ اور دوسری روایت میں واقعہ ذکر ہے کہ آپ کا گذر ایسے گدھے پر ہوا جس کے چہرا کو داغا گیا تھا تو آپ نے فرمایا لعن اللہ الذی وسمہ۔ مگر پہلی حدیث میں تو خود امام مسلم نے اس کے مابعد سماع کی صراحت کر دی ہے اور مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۱۸، ۳۲۸ میں بھی تصریح سماع موجود ہے۔ رہی دوسری روایت تو مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۹۷ میں ابوالزبیر کا متابع محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان موجود ہے۔ اور اسی کے ہم معنیٰ روایت امام مسلمؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی نقل کی ہے لہٰذا یہ دونوں روایتیں بھی صحیح ہیں۔ لیجئے یہ ہے حقیقت ان محولہ مقامات کی جن کے بارے میں مولانا صفدر صاحب نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ابوالزبیر کی یہ معنعن روایات صحیح نہیں۔ قصور علم اور قلت وسائل کے اعتراف کے باوجود ہماری اس مختصر وضاحت سے واضح ہو جاتا ہے یہ روایت صحیح اور ان

باقی صفحہ ۵۰ پر

میں ابوالزبیر کا عنعنہ ان کی صحت کے منافی نہیں اور "صحیحین کی صحت کے بارے میں ہمارا دعویٰ محض زبانی جمع خرچ نہیں" جیساکہ مولانا صفدر صاحب نے ص۴۵ میں فرمایا ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ہم ابوالزبیر کو مدلس قرار دیتے ہوئے بھی صحیح مسلم کی ان احادیث کو صحیح سمجھتے ہیں۔ مگر آپ حیران ہوں گے کہ حنفی مذہب کے نامور سپوت علامہ القرشی "کتاب الجامع" میں صحیحین کی احادیث پر نقد کرتے ہیں اور بالخصوص صحیح مسلم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"وروی مسلم فی کتابہ عن ابی الزبیر عن جابر احادیث کثیرۃ بالعنعنۃ الخ۔

الکتاب الجامع مع الجواہر المضیئۃ ج ۲ ص۴۲۸)

کہ مسلم نے اپنی کتاب میں ابوالزبیر عن جابر سے بکثرت معنعن احادیث روایت کی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حافظ ابن حجر، حافظ ابن حزم اور حافظ عبدالحق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابوالزبیر مدلس ہے اس کا عنعنہ صحتِ حدیث کے منافی ہے۔ اِلا یہ کہ لیث ابوالزبیر سے روایت کریں۔ پھر فرماتے ہیں۔ "وفی مسلم من غیر طریق اللیث عن ابی الزبیر عن جابر بالعنعنۃ احادیث" کہ مسلم میں لیث عن ابی زبیر عن جابر کے طریق کے علاوہ بھی بہت سی معنعن روایات ہیں۔ مولانا ظفر احمد تھانوی نے انہاء السکن (ص ۱۱۸) میں بھی ان کی یہ عبارت نقل کرکے دبے لفظوں میں ان کی تائید کی ہے اور شیخ ابوغدہ نے جب انہاء السکن کو "قواعد علوم الحدیث" کے نام سے طبع کرایا تو اس کی تائید کرتے ہوئے حاشیہ ص۳۷۵ - پر ابوالزبیر کی معنعن روایات کے بارے میں علامہ ذہبی سے یہ بھی نقل کر دیا ہے کہ مسلم میں کئی احادیث ہیں جن میں ابوالزبیر کے سماع کی وضاحت نہیں۔ ان کے علاوہ بھی علمائے احناف نے ابوالزبیر کو مدلس اور اس کے عنعنہ کو صحتِ حدیث کے منافی قرار دیا ہے جیساکہ ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں۔ حنفی اکابر کی ان تصریحات کے بعد آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ ابوالزبیر کے عنعنہ کو صحتِ حدیث کے منافی سمجھتے ہیں یا نہیں۔ رہے مولانا صفدر صاحب تو اُن کی یہاں احسن الکلام میں مجبوری یہ ہے کہ ابوالزبیر کی معنعن حدیث ان کی مؤید ہے وہ اگر اس کا دفاع نہ کریں۔ تو اور کیا کریں اس کے بغیر تو اور کوئی چارہ ہی نہیں۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ مولانا صفدر صاحب بڑی معصومیت سے ابوالزبیر کی تدلیس کے دفاع کے ضمن میں لکھتے ہیں "صحیحین کی صحت کے بارے میں ان حضرات کا دعویٰ محض زبانی جمع خرچ تصور ہوگا۔ مگر حضرت موصوف ہی اب فیصلہ فرمائیں گے کہ خود اکابر احناف کی صحیحین کی صحت کے بارے میں کیا رائے ہے؟ وہ ابوالزبیر کو مدلس قرار دے کر صحیح مسلم میں اس کی معنعن روایات کو ہی ہدفِ تنقید نہیں بناتے

باقی صفحہ ۵۸ پر